محمد اسحاق بھٹی

ایک حدیث

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنْ اِجْلَالِ اللّٰہِ اِکْرَامُ ذِی الشَّیْبَۃِ الْمُسْلِمِ وَحَامِلِ الْقُرْاٰنِ غَیْرِ الْغَالِیْ فِیْہِ وَلَا الْجَافِیْ عَنْہُ وَاِکْرَامُ السُّلْطَانِ الْمُقْسِطِ۔ (ابوداؤد)

ترجمہ: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔ کسی عمر رسیدہ مسلمان کی عزت کرنا، اور اس حافظ قرآن کی تعظیم بجالانا جو اس میں کمی بیشی سے کام نہ لیتا ہو اور عادل بادشاہ کی توقیر کرنا، دراصل اللہ تعالےٰ کی تکریم و عزت کے برابر ہے۔

حدیث کے الفاظ بالکل واضح ہیں۔ اس میں تین قسم کے لوگوں کی تکریم و توقیر مسلمان پر ضروری قرار دی گئی ہے اور فرمایا گیا ہے کہ اللہ عز وجل کا اجلال درحقیقت یہ ہے کہ ان افراد کا اکرام کیا جائے، جو ان تین اوصاف کے حامل ہوں۔

۱۔ وہ مسلمان جس کی زندگی احکام اسلامی کی بجا آوری اور اللہ کے دین کی نشر و اشاعت میں گزری اور وہ عمر کی آخری منزل میں پہنچ گیا، لیکن اپنے آپ کو کبھی اسلام کی رہنمائی سے آزاد نہیں کیا۔ اس کی حیاتِ مستعار کا ہر گوشہ اور اس کی زندگی کا ہر پہلو ہمیشہ اسلام اور اس کے اوامر و نواہی کی ذمہ داریوں میں جکڑا رہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ اس کی عزت کرنا نہایت ضروری ہے۔ جو شخص اللہ کے اس نیک بندے کی تکریم کرتا ہے، وہ اللہ کی تکریم کے تقاضوں کو پورا کرتا اور اس کی جلالتِ قدر کو ملحوظ رکھتا ہے اور اس کے برعکس جو اس کی بے عزتی یا تذلیل کے درپے ہے، وہ اللہ کی نافرمانی کا مرتکب ہوتا ہے، جو خود اسی کی اہانت و رسوائی پر منتج ہو گی۔

۲۔ وہ حافظِ قرآن یا حاملِ قرآن جو قرآنِ حکیم کے احکام و مضامین بلا کم و کاست بیان بھی کرتا ہے اور ان پر عامل بھی ہے اور اس باب میں وہ اس درجہ دیانت دار بھی ہے

کہ افراط و تفریط سے قطعاً کام نہیں لینا اور نہ قرآن کی قرأت وغیرہ میں کسی نوع کے تکلف کا مظاہرہ کرتا ہے۔ نہ الفاظ و معانی اور مطلب و مفہوم میں اپنی طرف سے کچھ بڑھاتا ہے اور نہ کسی کی رعایت کرتا اور نہ کسی کو خوش کرنے کی غرض سے یا طمع و حرص میں آکر اصل مضمون کے کسی حصے میں کمی بیشی کرتا ہے، یہ شخص بہ صحیح معنی میں حاملِ قرآن اور مبلغ احکام الٰہی ہے اور اس نے زندگی کا اصل مقصد اسی کو قرار دے لیا ہے۔ یہ شخص بڑا ہی خوش نصیب ہے اور اس کی عزت نہایت ضروری ہے۔ چونکہ اس نے اپنے آپ کو اللہ کے سپرد کر رکھا ہے اور خود کو قرآن کے حوالے کر دیا ہے۔ اس لیے اس کا اکرام، اللہ کے اجلال پر دلالت کناں ہے۔

۳۔ تیسرا درجہ اس سلطان کا ہے جو حق و انصاف کے معاملے میں کسی کی رعایت کا عادی نہیں۔ اس کے تمام فیصلے عدل و انصاف کی میزان میں تُل کر صادر ہوتے ہیں۔ نہ وہ کسی پر ظلم کرتا ہے اور نہ ظالم کو قابلِ معافی سمجھتا ہے۔ اس کا ہر قدم جادۂ حق پر ہے اور وہ قسط و عدل کی سیدھی راہ پر گامزن ہے۔

یہ شخص سلطانیت و اختیارات کی اونچی مسند پر فائز ہونے کے باوجود حق کا حامی اور ظلم کا دشمن ہے اور وہی کام کرتا ہے جس کی اسلام اجازت دیتا ہے یعنی اس نے اپنے آپ کو کلی طور پر اسلام کی تحویل میں دے رکھا ہے اس کا احترام و وقار ضروری ہے۔ اس لیے نہیں کہ وہ سلطان ہے بلکہ اس لیے کہ وہ عادل سلطان اور منصف حکمران ہے۔

یہاں یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ "سلطان" سے مراد، ان معروف اور متوارد معنی میں سلطان نہیں ہے جو واقعتہً کسی مملکت یا سلطنت کے تخت و تاج کا مالک اور فرماں روا ہو بلکہ اس سے ہر وہ شخص مراد ہے جو کسی معنی میں بھی با اختیار ہے اور کسی ایسی مسند پر فائز ہے، جہاں اس سے عدل و انصاف اور ظلم و جور دونوں کا صدور ممکن ہے۔ اس کے معنی بہت وسیع ہیں جو بڑے چھوٹے ہر با اختیار کو اپنی وسعت میں لیے ہوتے ہیں اور بادشاہ و وزیر سے لے کر ادنیٰ سے ادنیٰ صاحبِ اختیار پر ان کا اطلاق ہوتا ہے۔